سترھواں باب

سفر میں قصر واجب ہے

مسئلہ شرعی یہ ہے کہ مسافر پر چار رکعت والی فرض نماز میں قصر فرض ہے۔ مسافر یہ نماز پوری نہیں پڑھ سکتا اگر بھول کر بجائے دو کے چار پڑھ لے تو اس کا وہ ہی حکم ہوگا جو کوئی فجر کے فرض چار پڑھ لے اگر پہلی التحیات پڑھ کر تیسری رکعت میں کھڑا ہوا تو سجدہ سہو کرے ورنہ نماز کا اعادہ کرے لیکن اگر دیدہ دانستہ بجائے دو کے چار پڑھے تو نہ ہوگی مگر غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ مسافر کو اختیار ہے۔ خواہ قصر پڑھے یا پوری مسافر کسی چیز کا پابند نہیں اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں اپنے دلائل دوسرے فصل میں اس مسئلہ پر سوالات وجوابات رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

پہلی فصل ......سفر میں قصر ضروری ہے

سفر میں قصر ضروری ہونے پر احناف کے پاس بہت دلائل ہیں جن میں سے کچھ پیش کیے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱، ۴:۔ بخاری ومسلم، موطا امام محمد موطا امام مالک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ روایت کی یہ لفظ مسلم وبخاری کے ہیں۔

قالت فرضت الصلوة رکعتین ثم هاجر رسول الله ﷺ فرضت اربعاً وترکت صلوة السفر علی الفریضة الاولی۔

ترجمہ:۔ فرماتی ہیں کہ اولاً نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ پھر حضور ﷺ نے ہجرت کی تو نمازیں چار رکعت فرض کی گئیں۔ اور نماز سفر پہلے ہی فریضہ پر رہی۔

(صحیح بخاری باب یقصر اذا خرج من موضعہ ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی وفی نسخۃ ج ۱ ص ۳۶۹ رقم الحدیث ۱۰۴۰ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ج ۱ ص ۴۷۸ رقم الحدیث ۶۸۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۴۶ رقم الحدیث ۳۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مؤطا امام محمد باب قصر الصلوۃ فی السفر ص ۱۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (السنن الکبری للنسائی ج ۱ ص ۱۴۱ رقم الحدیث ۳۱۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سنن ابوداؤد تفریع ابواب صلاۃ المسافر باب صلاۃ السفر ج ۲ ص ۳ رقم الحدیث ۱۱۹۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۱۵۶ رقم الحدیث ۳۰۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۶ ص ۴۴۶ رقم الحدیث ۲۷۳۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (سنن الکبری للبیہقی ج ۳ ص ۱۴۳ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۴۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں تھیں۔ بعد ہجرت بعض کی چار رکعتیں کردی گئیں۔ مگر سفر کی نماز ویسے ہی رہی تو جیسے ہجرت سے پہلے اگر کوئی شخص چار رکعت پڑھ لیتا تو اس کی نماز نہ ہوتی۔ ایسے ہی اب بھی جو مسافر سفر میں چار فرض پڑھ لے تو بھی نماز نہ ہوگی۔ لفظ فرض اور فریضہ کو غور سے ملاحظہ کرو۔ موطا امام محمد وامام مالک کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

فرضت الصلوة رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوة السفر وزید فی صلوة الحضر۔

ترجمہ:۔ اولاً سفر وحضر میں نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر نماز سفر تو ویسے ہی رہی۔ اور نماز حضر میں زیادتی کردی گئی۔

(مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۴۶ رقم الحدیث ۳۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مؤطا امام محمد باب قصر الصلوۃ فی السفر ص ۱۲۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث نمبر ۵، ۷:۔ مسلم شریف، نسائی، طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال فرض الله الصلوة علی لسان نبیکم فی الحضر اربعاً وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان شریف پر وطن میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں خوف میں ایک رکعت

فرض کیں۔ (یعنی جماعت سے ایک رکعت)

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ج۱ ص۴۷۹ رقم الحدیث ۶۸۷ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن النسائی کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر ج۳ ص۱۱۸ رقم الحدیث ۱۴۴۱ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)

اس میں صراحۃً معلوم ہوا کہ سفر میں دو رکعت ہی فرض ہیں۔ جیسے وطن میں فجر کی نماز۔

حدیث نمبر ۱۳'۸:۔ مسلم بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ من المدینۃ الی مکۃ فکان یصلی رکعتین۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف گئے تو حضور انور ﷺ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ج۱ ص۴۸۱ رقم الحدیث ۶۹۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن النسائی کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر ج۳ ص۱۱۸ رقم الحدیث ۱۴۳۸ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)، (سنن ابن ماجہ ج۱ ص۳۴۲ رقم الحدیث ۱۰۷۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

حدیث نمبر ۱۶'۱۴:۔ بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال صلیت مع النبی ﷺ بمنی رکعتین وابی بکر وعمر ومع عثمان صدراً من امارتہ ثم اتمھا۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں حضور ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے دو دو رکعتیں پڑھیں اور خلافت عثانی کے شروع میں بھی پھر حضرت عثان رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب قصر الصلوۃ بمنی ج۱ ص۴۸۲ رقم الحدیث ۶۹۴ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن النسائی کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر ج۳ ص۱۱۸ رقم الحدیث ۱۴۳۹ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)

حدیث نمبر ۱۷:۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال افترض رسول اللہ ﷺ رکعتین فی السفر کما افترض فی الحضر اربعاً۔

ترجمہ:۔ ...... فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سفر میں دو رکعت ہی فرض فرمائیں جیسے وطن میں چار رکعت فرض کیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج۲ ص۱۵۴ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

حدیث نمبر ۲۰'۱۸:۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال صلوۃ السفر رکعتان وصلوۃ الضحی رکعتان وصلوۃ الفطر رکعتان وصلوۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد ﷺ۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ چاشت کی نماز دو رکعتیں ہیں یہ دو رکعتیں پوری ہیں ناقص نہیں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان شریف پر۔

(سنن ابن ماجہ ج۱ ص۳۳۸ رقم الحدیث ۱۰۶۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (سنن النسائی کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر ج۳ ص۱۱۸ رقم الحدیث ۱۴۴۰ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نماز سفر دو رکعت پڑھنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے جمعہ عیدین دو رکعت پڑھنا۔

حدیث نمبر ۲۱:۔ مسلم شریف نے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کچھ دراز حدیث نقل کی۔ جس کے آخری الفاظ شریفہ یہ ہیں۔

فسالت رسول اللہ ﷺ فقال صدقۃ تصدق اللہ بہ فاقبلوا صدقتہ۔

ترجمہ:۔ میں نے حضور ﷺ سے نماز قصر کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا صدقہ ہے جو صدقہ فرمایا اس صدقہ کو قبول کرو۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ج۱ ص۴۷۸ رقم الحدیث ۶۸۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت) (صحیح ابن حبان ج۶ ص۴۴۸ رقم الحدیث ۲۷۳۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الام للشافعی ج۱ ص۱۷۹ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)، (سنن الکبری للبیہقی ج۳ ص۱۳۴ مطبوعہ مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرمۃ)، (شرح معانی الآثار ج۱ ص۴۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث میں فاقبلو صیغہ امر ہے۔ امر وجوب کے لئے آتا ہے معلوم ہوا کہ جو شخص سفر میں چار رکعت پڑھے وہ خدا تعالیٰ کے صدقہ سے منہ پھیرتا ہے رب کا صدقہ قبول کرنا اور سفر میں قصر کرنا فرض ہے۔

حدیث نمبر ۲۲:۔ طبرانی نے معجم صغیر میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فی السفر رکعتین ومع ابی بکر رکعتین ومع عمر رکعتین ثم تفرقت بکم السبل فواللہ لوددت ان اخطی من اربع رکعات رکعتین متقبلتین۔

ترجمہ:۔ میں نے سفر میں حضور ﷺ کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر صدیق عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے دو دو رکعتیں پڑھیں پھر تم لوگوں کو مختلف راہوں نے متفرق کر دیا۔ قسم رب کی میں تمنی کرتا ہوں کہ مجھے بجائے چار رکعتوں کے دو مقبول رکعتوں کا حصہ ملے۔
(جامع الرضوی صحیح البھاری، ابواب صلاۃ المسافر باب کم رکعۃ فی السفر ص ۴۰۷ طبع سنہ ۱۹۹۲ء)

ہم نے بطور نمونہ صرف بائیس حدیثیں پیش کیں۔ ورنہ اس کے متعلق بے شمار احادیث ہیں۔ ان پیش کردہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر ہی فرض ہے۔ حضور ﷺ و خلفاء راشدین نے قصر ہی پڑھی چار رکعت پڑھنے سے صحابہ نے منع فرمایا۔ یا اس پر ناراضی کا اظہار کیا۔

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ سفر میں قصر فرض ہے۔ مسافر کو قصر و اتمام دونوں کا اختیار دینا عقل شرعی کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ سفر میں ہر چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتیں بالاتفاق فرض ہیں آخری دو رکعتوں کے متعلق سوال ہوتا ہے کہ وہ بھی مسافر پر فرض ہیں یا نہیں اگر فرض ہیں تو ان کے نہ پڑھنے کا اختیار کیوں فرض میں اختیار نہیں ہوتا۔ فرض و اختیار جمع نہیں ہوتے اور اگر فرض نہیں بلکہ نفل ہیں تو ایک تحریمہ سے فرض و نفل نمازوں کا ادا ہونا شرعی قاعدے کے خلاف ہے۔ جس کی مثال کسی جگہ نہ ملے گی فرض کی تکبیر تحریمہ علیحدہ ہوتی ہے نفل کی علیحدہ ایک تحریمہ سے ایک ہی نماز ہو سکتی ہے نہ کہ دو۔

بہر حال یہ اختیار کہ چاہے دو رکعت پڑھے چاہے چار شرعی عقل کے بالکل خلاف ہے نیز جیسے وطن میں چار رکعت ہی فرض ہیں کم و بیش کا اختیار نہیں ایسے ہی سفر میں صرف دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ اختیار نہیں۔

دوسری فصل ...... اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

اس مسئلہ پر ہم غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے اتنے اعتراضات معہ جوابات عرض کئے دیتے ہیں جو انشاء اللہ خود انہیں بھی یاد نہ ہوں گے۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

اعتراض نمبر ۱:۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔

ترجمہ:۔ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔
(پارہ ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۱۰۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر فرض نہیں۔ بلکہ اس کی اجازت ہے۔ کیونکہ ارشاد باری ہوا کہ تم پر قصر میں گناہ نہیں، نہ قصر پڑھنے میں گناہ ہے نہ قصر نہ پڑھنے میں۔

جواب:۔ اس اعتراض کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ یہ آیت ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ یہاں قصر کے لئے کفار کے خوف کی شرط ہے کہ اگر تمہیں کفار سے خوف ہو تو قصر میں گناہ نہیں اور تم کہتے ہو کہ امن کے سفر میں بھی قصر کی اجازت ہے اب جو تم جواب دو گے وہ ہی ہمارا جواب ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ لا جناح حاجی کے صفا مروہ کی سعی کے بارے میں بھی ارشاد ہوا ہے رب فرماتا ہے۔

فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما۔

ترجمہ:۔ تو جب بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر اس میں گناہ نہیں کہ صفا ومروہ کا طواف کرے۔

(پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۵۸)

حالانکہ صفا مروہ کا طواف حج میں واجب ہے عمرہ میں فرض ایسے ہی سفر میں قصر فرض ہے لاجناح فرضیت کے خلاف نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر سفر میں قصر صرف مباح ہوتا تو قرآن کریم یوں ارشاد فرماتا کہ تم پر قصر نہ کرنے میں گناہ نہیں کیونکہ مباح کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں ورنہ فرض کام کرنے میں گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے نہ کرنے میں گناہ ہوتا ہے لہذا کرنے میں گناہ نہ ہونا مباح ہونے کی دلیل نہیں فرض واجب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں چوتھے یہ کہ زمانہ نبوی میں صحابہ کرام کو خیال ہوا کہ بجائے چار رکعت کے دو رکعتیں پڑھنا گناہ ہوگا یہ نماز ناقص ہے انہیں سمجھانے کے لئے یہ ارشاد ہوا لہذا آیت بالکل واضح ہے۔ تمہارے لئے مفید نہیں۔

اعتراض نمبر ۲:۔ شرح سنہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قالت کل ذالک قد فعل رسول اللہ ﷺ قصر الصلوۃ واتم۔

ترجمہ:۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے سب کچھ کیا قصر بھی کیا اور پوری نماز بھی پڑھی۔

(سنن الکبری للبیہقی ج ۳ ص ۱۴۱ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر بھی سنت ہے اور پوری پڑھنی بھی سنت صرف قصر فرض نہیں۔

جواب:۔ اس اعتراض کے چند جواب ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی اسناد میں ابراہیم ابن یحییٰ ہے جو تمام محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ لہذا یہ حدیث بالکل قابل عمل نہیں دیکھو مرقات شرح مشکوۃ اسی حدیث کی شرح۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان تمام احادیث کے مخالف ہے۔ جو ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے کہ جلیل القدر صحابہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیشہ سفر میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث خود ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بھی خلاف ہے جو ہم نے پہلی فصل میں پیش کی آپ فرماتی ہیں کہ اولاً نماز دو دو رکعت فرض ہوئی پھر سفر میں وہ ہی دو رکعتیں فرض رہیں وطن میں بعض نمازوں میں زیادتی کر دی گئی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سفر میں دو رکعتیں فرض بھی ہوں۔ اور کبھی حضور علیہ السلام نے چار رکعت بھی پڑھ لی ہوں لہذا یہ حدیث واجب التاویل ہے۔

چوتھے یہ کہ اس حدیث میں لفظ سفر نہیں یعنی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے سفر میں قصر و اتمام فرمایا لہذا حدیث کے معنے یہ ہیں کہ حضور انور ﷺ نے شروع اسلام میں اولاً قصر یعنی ہر نماز دو دو رکعت پڑھی پھر جب رکعتیں بڑھا دی گئیں کہ بعض چار رکعت کر دی گئیں اور بعض تین تو حضور علیہ السلام نے اتمام فرمایا یعنی دو سے زیادہ پڑھیں اس صورت میں یہ حدیث بالکل واضح بھی ہو گئی اور گذشتہ احادیث کے خلاف بھی نہ رہی۔

پانچویں یہ کہ اگر یہاں حالت سفر میں قصر و اتمام مراد تب بھی مطلب یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بحالت سفر قصر پڑھی اور جب کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت فرمائی تو اتمام فرمایا اب بھی حدیث بالکل واضح ہے۔

لطیفہ عجیبہ:۔ غیر مقلد وہابی ہمیشہ حنفیوں سے مسلم بخاری کی حدیث کا مطالبہ کیا کرتے ہیں مگر جب انہیں خود حدیث پیش کرنا پڑے۔ تو بخاری و مسلم کی ہو یا نہ ہو صحیح ہو یا ضعیف ہر قسم کی حدیث پیش کر دینے سے شرم نہیں کرتے۔

یہ حدیث ایسی ضعیف ہے کہ اسے صحاح ستہ نے روایت نہ کیا امام ترمذی نے بھی اس حدیث کا ذکر تک نہ کیا بلکہ وہ بھی یہ کہنے پر مجبور

ہوئے کہ قصر تو حضور ﷺ اور حضرات خلفائے راشدین سے ثابت ہے اتمام صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا فعل ہے چنانچہ امام ترمذی قصر نماز کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وقد صح عن النبی ﷺ انه کان یقصر فی السفر وابوبکر وعمر وعثمان صدراً من خلافته والعمل علی هذا عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرهم۔

ترجمہ:۔ حضور ﷺ سے صحیح حدیث یہ ہی ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ سفر میں قصر کرتے تھے اور ابوبکر صدیق بھی عمر فاروق بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی اپنی شروع خلافت میں اور اس پر ہی اکثر علماء صحابہ و غیر صحابہ کا عمل ہے۔

(سنن الترمذی باب ماجاء التقصیر فی السفر ج۲ ص۴۲۸ رقم الحدیث ۵۴۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور سفر میں اتمام کے متعلق امام ترمذی نہایت ضعیف طریقے سے فرماتے ہیں۔

وقد روی عن عائشه انها کانت تتم الصلوٰة فی السفر۔

ترجمہ:۔ ہاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ سفر میں اتمام فرماتی تھیں۔

(سنن الترمذی باب ماجاء التقصیر فی السفر ج۲ ص۴۲۸ رقم الحدیث ۵۴۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ مرفوع حدیث قابل اعتبار ہوتی جو تم نے پیش کی۔ تو امام ترمذی حدیث مرفوع کو چھوڑ کر صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمل شریف کا ذکر نہ فرماتے۔ پر لطف بات وہ ہے جو آگے فرماتے ہیں۔

والعمل علی ما روی عن النبی ﷺ واصحابه۔

ترجمہ:۔ عمل اس پر ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے مروی ہے یعنی (قصر)

(سنن الترمذی باب ماجاء التقصیر فی السفر ج۲ ص۴۲۸ رقم الحدیث ۵۴۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی قصر و اتمام دونوں کا اختیار نہ دیتی تھیں بلکہ آپ ہمیشہ سفر میں اتمام فرماتی تھیں۔ اہل علم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل شریف پر عمل کیا یعنی ہمیشہ قصر پڑھنا۔

اعتراض نمبر ۳:۔ نسائی و دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قالت خرجت مع رسول الله ﷺ فی عمرة رمضان فطر وصمت واتممت وافطرت وصمت قال احسنت یا عائشة و ماعاب علی۔

ترجمہ:۔ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رمضان کے عمرہ میں گئی تو آپ نے روزہ نہ رکھا۔ میں نے رکھا آپ نے نماز قصر پڑھی۔ میں نے پوری پڑھی یعنی اتمام کیا تو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ آپ نے قصر کیا میں نے پوری پڑھی آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا فرمایا اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تم نے اچھا کیا مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

(سنن النسائی کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر ج۳ ص۲۲ رقم الحدیث ۱۴۵۶ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)، (سنن الکبریٰ للبیہقی ج۳ ص۱۴۲ رقم الحدیث ۵۲۱۳ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر میں جائز ہے اور اتمام بھی۔

جواب:۔ یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ محض غلط اور بناوٹی ہے کیونکہ حضور انور ﷺ نے کوئی عمرہ رمضان میں نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل چار عمرے کئے ہیں جو سب کے سب ذی قعدہ میں تھے البتہ حجۃ الوداع کے عمرہ کا احرام تو ذی قعدہ میں تھا اور افعال عمرہ ذی الحجہ میں ادا ہوئے۔ خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رمضان کے عمرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہونا ایسا عجیب اور پیچیدہ مسئلہ ہے جسے وہابی صاحبان ہی حل فرما سکتے ہیں، وہابیو! پہلے اپنی بات عقل کی ترازو میں تولو بعد کو بولو۔

اعتراض نمبر ٤:۔ مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال صلی رسول اللہ ﷺ بمنی رکعتین وابوبکر وعمر بعد ابی بکر وعثمان صدراً من خلافته ثم ان عثمان صلی بعد اربعا فکان ابن عمر اذا صلی مع الامام صلی اربعا و اذا صلی وحده صلی رکعتین۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی شروع خلافت میں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں منیٰ میں پڑھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے جب اکیلے پڑھتے تو دو پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری باب الصلاۃ بمنی ج ۱ ص ۱۴۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی و فی نسخہ ج ۱ ص ۳۶۷ رقم الحدیث ۱۰۳۲ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

اگر سفر میں قصر فرض اور اتمام ناجائز ہوتا، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منیٰ شریف میں اتمام کیوں کرتے؟

جواب:۔ اس کے چند جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ حدیث آپ کے بالکل خلاف ہے آپ نے تو مسافر کو قصر و اتمام کا اختیار دیا ہے کہ چاہے قصر کرے چاہے پوری پڑھے مگر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ نے اور حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیشہ قصر پڑھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی شروع خلافت میں جب قصر پڑھی تو اتمام نہ کیا۔ پھر جب پوری پڑھنے لگے۔ تو کبھی قصر نہ پڑھی۔ اختیار کسی بزرگ نے نہ دیا آپ کا یہ اختیار کہاں سے ثابت ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف منیٰ شریف میں اتمام کیا عام سفروں میں نہیں، معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سفر میں اتمام کے قائل نہ تھے کسی وجہ سے صرف منی شریف میں اتمام فرماتے تھے۔

تیسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منیٰ میں اتمام فرمانا اس لئے نہ تھا کہ آپ قصر و اتمام دونوں جائز مانتے تھے بلکہ اس کی وجہ کچھ اور تھی کیا وجہ تھی اس کے متعلق دو روائتیں ہیں امام احمد ابن حنبل نے روایت کی کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی میں چار رکعت پڑھیں تو لوگوں نے اس کا انکار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ معظمہ میں اہل والا ہوں اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی کسی شہر میں گھر والا ہو جاوے وہ وہاں مقیم کی نماز پڑھے چنانچہ مسند امام احمد کی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

انه صلی بمنی اربع رکعات فانکر الناس علیه فقال ایها الناس انی تاهلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت۔ الخ۔

(مرقاۃ۔ فتح القدیر)

ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ شریف میں چار رکعت پڑھیں تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میں مکہ معظمہ میں آیا ہوں میں گھر والا ہو گیا ہوں۔

اس روایت سے تین مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں ہر سفر میں نہیں دوسرے یہ کہ عام صحابہ نے آپ کے اس فعل پر اعتراض کیا۔ جس سے پتہ لگا کہ تمام صحابہ ہمیشہ سفر میں قصر ہی کرتے تھے اتمام کبھی نہ کرتے تھے ورنہ آپ پر اعتراض نہ کرتے تیسرے یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں زمین خرید لی وہاں مکان بنوالیا وہاں اپنی ایک بیوی کو رکھا۔ اس لئے مکہ معظمہ آپ کا ایک قسم کا وطن بن گیا اور اپنے وطن میں اگر کوئی ایک دن کے لئے بھی جائے تو مقیم ہوگا، اور قصر نہ پڑھے گا پوری نماز پڑھے گا لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل وہابیوں کے اس مسئلہ اختیار سے کوسوں دور ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ زمانہ عثمانی کے نو مسلم لوگوں نے حج میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ اسلام میں نمازیں دو دو رکعتیں ہی فرض ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غلط فہمی کا علم ہوا تو آپ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے

کے لئے صرف منیٰ میں اتمام کیا یعنی چار رکعتیں پڑھیں چنانچہ عبدالرزاق اور دارقطنی نے ابن جریج سے روایت کی۔

بلغني انه اوفى اربعا بمنى فقط من اجل ان اعرابيا ناداه في مسجد خيف بمنى يا امير المومنين مازلت اصليها ركعتين منذ رائيتك عام الاول صليتها ركعتين فخشي عثمان ان يظن جهال الناس الصلوة ركعتين و انها كان اوفها بمنى۔

ترجمہ:۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف منیٰ میں ہی چار رکعتیں پڑھیں کیونکہ ایک دیہاتی نے مسجد خیف میں آپ کو پکار کر کہا میں تو برابر دو رکعتیں ہی پڑھ رہا ہوں جب سے کہ سال گذشتہ میں نے آپ نے کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خطرہ پیدا ہوا کہ جہلا نماز کی دو رکعتیں ہی سمجھ لیں گے اس لئے آپ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔

(جامع الرضوی صحیح البخاری ابواب صلاۃ المسافر باب کم رکعۃ فی السفر ص ۲۰۶ طبع سنہ ۱۹۹۲ء)

امام احمد اور عبدالرزاق کی یہ دونوں روائتیں اس طرح جمع کی جاسکتی ہیں، کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کی اس غلط فہمی کا علم ہوا تو آپ نے مکہ معظمہ میں بھی اپنا گھر بار بنالیا تا کہ آپ یہاں آکر مقیم ہوا کریں اور نماز پوری پڑھا کریں۔

لہذا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل شریف سے وہابی غیر مقلد کسی طرح دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

اعتراض نمبر ۵:۔ جیسے شریعت نے مسافر کو روزہ کا اختیار دیا ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے مسافر پر سفر میں نہ روزہ رکھنا فرض ہے، نہ قضا کرنا فرض ایسے ہی چاہیئے کہ مسافر کو سفر میں نماز کا اختیار ہو کہ چاہے قصر کرے چاہے پوری پڑھے۔ اس پر قصر لازم کردینا روزے کے اختیار کے خلاف ہے۔

جواب:۔ شکر ہے کہ آپ بھی قیاس کے قائل ہوگئے کہ نماز کے قصر کو روزے کی قضا پر قیاس کرنے لگے مقلد حنفی قیاس کو مانیں تو تمہارے نزدیک مشرک ہوجائیں اور آپ قیاس کریں تو پختہ توحیدیئے رہیں۔ افسوس۔

جناب روزہ سفر میں معاف نہیں ہوا بلکہ مسافر کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ملی ہے اگر سفر میں رکھے تو پورا اگر قضا کرے تو پورے کی لیکن فرض نماز سفر میں آدھی معاف ہوگئی ہے کہ چار رکعت والی نماز کی صرف دو رکعت باقی رہ گئیں باقی دو رکعتیں نہ اب پڑھیئے نہ وطن پہنچ کر معافی اور چیز ہے تاخیر کی اجازت کچھ اور لہذا نماز کے قصر کو روزے کی تاخیر پر قیاس کرنا مع الفارق ہے مسافر پر روزہ معاف نہ ہوا ورنہ اس کی قضا واجب نہ ہوتی اس پر روزہ فرض ہے۔

مگر یہ دو رکعتیں اسے معاف ہیں اس لئے ان کی قضاء نہیں لہذا یہ رکعتیں اس کے لئے نفل ہیں اور نفل نماز فرض کے تحریمہ سے ادا ہونا خلاف قاعدہ شرعیہ ہے۔

مسئلہ:۔

مسافر پر فرض ہے کہ وطن میں پہنچتے ہی سفر کے رہے ہوئے روزوں کی قضاء شروع کردے۔ اگر سفر میں آٹھ روزے قضاء ہوگئے پھر وطن پہنچ کر چار دن بعد فوت ہوگیا۔ تو قیامت میں ان چار روزوں کی پکڑ ہوگی باقی چار روزوں پر پکڑ نہیں کہ ان کے قضاء کرنے کا وقت ہی نہ پایا یہی بیمار اور حائضہ عورت کا حکم ہے کہ شفا پاتے ہی روزوں کی قضاء شروع کردیں۔